۱۲

ماتھیران کی سیر

آج ہم تمھیں ایک نئی دنیا کی سیر کراتے ہیں۔ یہ دنیا ہے ماتھیران کی ہری بھری اور خوبصورت وادی۔ ماتھیران مہاراشٹر میں سہیادری پہاڑی سلسلے میں بسا ہوا خوب صورت اور دلکش صحت افزا مقام ہے۔ یہ ضلع رائے گڑھ کے تعلقہ کرجت سے قریب پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہاں کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں پرسکون ماحول اور قدرتی نظارے سیّاحوں کا دل موہ لیتے ہیں۔

۱۸۵۰ء تک ماتھیران سے کوئی واقف نہ تھا۔ ضلع تھانہ کے ایک انگریز افسر نے اس مقام کو دریافت کیا۔ اس کے بعد لوگ یہاں آنے لگے اور دھیرے دھیرے یہ مقام آباد ہوتا گیا۔ اب تو یہاں کئی ہوٹلیں، بے شمار رہائشی بنگلے اور دکانیں دِکھائی دیتی ہیں۔ ماتھیران سمندر کی سطح سے ۲۳۳۶فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ آپ سوچیں گے، اتنی بلندی پر کیسے جائیں؟ تو اس میں پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ نیرل ریلوے اسٹیشن پر آپ کو نیلے رنگ کی چھوٹی سی ریل گاڑی دِکھائی دے گی جسے دیکھتے ہی اُس میں بیٹھنے کے لیے آپ کا دل مچل اُٹھے گا۔ بس یہی ریل چھک چھک کرتی، سیٹی بجاتی، دھواں اُڑاتی، گھماؤدار راستے پر دھیمی رفتار سے دوڑتی ہوئی آپ کو ماتھیران پہنچا دے گی۔

اس چھوٹی سی ریل گاڑی سے سفر کرنے کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ اسے مِنی ٹرین کہتے ہیں۔ جانتے ہو یہ ٹرین

کس نے شروع کروائی تھی؟ ۱۹۰۷ء میں ممبئی کے ایک مشہور تاجر سر آدم جی پیر بھائی نے اپنے خرچ سے یہ ٹرین شروع کروائی تھی۔ اس ٹرین کے ذریعے ہم تقریباً ۲۱ رکلومیٹر کا پیچ دار راستہ طے کرتے ہیں۔ چار اسٹیشنوں سے گزرتی ہوئی یہ ٹرین ہمیں دو گھنٹے کے سفر کے بعد ماتھیران پہنچاتی ہے۔ بارش کے موسم میں یہ ٹرین بند کر دی جاتی ہے۔ ریل کے علاوہ یہاں موٹر گاڑیوں اور دوٗسری سواریوں کے لیے بھی راستے ہیں۔ سواریوں سے آلودگی ہوتی ہے اس لیے ان سواریوں کو ایک خاص جگہ سے آگے جانے کی اجازت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ماتھیران کی ہوا صاف ستھری اور صحت بخش ہے۔

ماتھیران میں ہر طرف ہریالی ہی ہریالی نظر آتی ہے اور اس ہریالی میں لال مٹی کے راستے بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ ان راستوں پر سیّاح، پیدل یا ہاتھ رِکشا پر آتے جاتے دِکھائی دیتے ہیں۔ بعض سیّاح گھُڑ سواری کا لُطف بھی اُٹھاتے ہیں۔ گھنے درختوں کے سایوں سے گِھرے ان راستوں پر چلتے ہوئے ایک عجیب سے سکون کا احساس ہوتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہم کسی دوسری دنیا میں آ گئے ہوں۔ نہ شور نہ ہنگامہ، بس خاموشی ہی خاموشی۔ یہ خاموشی اور سنّاٹا کبھی کسی پرندے کے بولنے، بندروں کی چیخ پکار یا گھڑ سواروں کے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سے ٹوٹ جاتا ہے۔

ماتھیران قدرتی دولت سے مالا مال ہے۔ یہاں مختلف قسم کے درخت، جڑی بوٹیاں، جنگلی جانور اور خوش رنگ پرندے پائے جاتے ہیں۔ یہاں دیکھنے کے قابل ۳۲ مقامات ہیں۔ ہر مقام کو 'پوائنٹ' کہا جاتا ہے۔ ہر پوائنٹ سے قدرت کا خوب صورت نظارہ ایک الگ انداز میں دِکھائی دیتا ہے۔ ان میں بچوں کو خاص طور پر منکی پوائنٹ اور ایکو پوائنٹ پر بڑا مزہ آتا ہے۔ منکی پوائنٹ پر بے شمار بندر پائے جاتے ہیں۔ ان کی دھما چوکڑی، اوٗدھم اور شرارتوں سے بچّے بہت لطف اُٹھاتے ہیں۔ ایکو پوائنٹ پر تو ہر کوئی پاگل سا ہو جاتا ہے۔ کیا چھوٹا، کیا بڑا، ہر کوئی زور زور سے ایک دوٗسرے کو پکارتا ہے اور اپنی ہی آواز کی گونج سن کر خوش ہوتا ہے۔ دراصل یہ آوازیں چاروں طرف سے گھری ہوئی پہاڑیوں سے ٹکرا کر لوٹ آتی ہیں اور ہمیں اُن کی گونج سنائی دیتی ہے۔ سچ پوچھو تو بڑا مزہ آتا ہے۔ یہاں دو بڑی بڑی جھیلیں ہیں۔ شام کے وقت یہاں سیاحوں کی بہت بھیڑ ہوتی ہے۔ لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر جھیل کی سیر کا لطف اُٹھاتے ہیں۔

ماتھیران کی چِکّی بہت مشہوٗر ہے۔ یہاں خالص شہد بھی ملتا ہے۔ دستکاری کی خوب صورت چیزیں بھی ملتی ہیں۔ سیّاح ان چیزوں کو یادگار کے طور پر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

دلکش - خوب صورت
دِل موہ لینا - دل کو پسند آنا
مِنی ٹرین - چھوٹی ریل
آلودگی - ہوا پانی کا گندہ ہوجانا، آواز کی بھی آلودگی ہوتی ہے۔
صحت بخش - صحت دینے والی
خوش رنگ - اچھے رنگ والا
دھما چوکڑی - اُچھل کُود
اُودھم - اُچھل کُود
چکّی - ایک قسم کی مٹھائی

مشق

❁ ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ ماتھیران کہاں بسا ہوا ہے؟
۲۔ منی ٹرین کس نے شروع کروائی؟
۳۔ یہ ٹرین کس موسم میں بند کی جاتی ہے؟
۴۔ ماتھیران کی ہوا کیسی ہے؟
۵۔ ماتھیران کی کون سی چیز مشہور ہے؟

❁ سبق میں سے وہ جملے لکھیے جن میں ذیل کے الفاظ آئے ہیں :

۱۔ مالا مال ۲۔ آواز کی گونج
۳۔ سیاح ۴۔ یادگار

* جملوں میں استعمال کیجیے :

۱۔ دل موہ لینا ۲۔ مچل اُٹھنا

* یہ الفاظ پڑھیے :

خوب صوُرت - دل کش گھماؤ دار - پیچ دار
شورغل - چیخ پکار دھما چوکڑی - اُودھم

ان لفظوں میں ہر جوڑی کے معنی ایک جیسے ہیں۔
اپنی کتاب سے ایسے ایک جیسے معنی والے الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

* آپ نے ماتھیران کے سفر کے بارے میں جو کچھ پڑھا ہے، اُسے پانچ چھے جملوں میں لکھیے۔

* سرگرمی :
اپنے استاد کی مدد سے پانچ صحت افزا مقامات کے نام لکھیے۔

آ یئے زبان سیکھیں!

زمانہ :

کسی کام کے وقت کو زمانہ کہتے ہیں۔اس کی تین قسمیں ہیں :

(۱) کسی کام کے گزرے ہوئے وقت کو 'زمانۂ ماضی' کہتے ہیں
مثلاً ایک انگریز افسر نے اس مقام کو دریافت کیا تھا۔

(۲) کوئی کام موجودہ وقت میں ہو تو اس وقت کو 'زمانۂ حال' کہتے ہیں
مثلاً ہمیں ان کی گونج سنائی دے رہی ہے۔

(۳) آئندہ وقت میں ہونے والے کام کے وقت کو 'زمانۂ مستقبل' کہتے ہیں
مثلاً یہی ٹرین آپ کو ماتھیران پہنچا دے گی۔

❖ مندرجہ ذیل جملوں کے سامنے ان کا زمانہ لکھیے :

۱) عرب کا مشہور شہر خیبر اُن کا وطن تھا۔
۲) سواریوں سے آلودگی ہوتی ہے۔
۳) میں تمھیں بھی ڈھیر سارے کھلونے لا دوں گی۔
۴) کبوتر کو امن کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔
۵) پرندوں کی تعداد گھٹتی جا رہی ہے۔
۶) یہ میرے ساتھ کھیلے گا۔
۷) مگر پوری تھی بڑی چالاک۔
۸) پرندے بہت اونچائی تک اُڑ سکتے ہیں۔
۹) پوری کڑھائی سے نکل بھاگی۔

قلم اور کتاب

ہدایت : اُستاد پہلے نظم کو ترنّم یا سیدھی سادی لے میں گائے اور طلبہ صرف سنیں۔ دوسری مرتبہ اُستاد کے ساتھ طلبہ دہرائیں۔ تیسری مرتبہ استاد اور طلبہ ساتھ ساتھ مل کر حرکات و سکنات کے ساتھ نظم گائیں۔ آخر میں طلبہ انفرادی اور اجتماعی طور پر سنائیں۔

اک دِن اک پیارا سا بچّہ　　لے کے کھلونے ، کھیل رہا تھا
ایک کھلونا چابی والا　　چابی بھرتے ہی یوں بولا
''مجھ سے پیار بہت ہے تم کو　　اب پڑھنا لکھنا بھی سیکھو''
ایک کتاب نے بھی منہ کھولا　　جلدی سے پھر قلم بھی بولا
''رنگ برنگی دُنیا اپنی　　کر کے دیکھو سیر تم اس کی
چاہے گھوڑا ہو یا ہاتھی　　ہم سے اچھا کون ہے ساتھی
ہم سے رؤٹھ گیا جو بچّہ　　اس کو پڑتا ہے پچھتانا''
بچّہ تھا وہ سچ مچ اچھّا　　قلم کتاب اُٹھا کر بولا
''تم دونوں سے پیار کروں گا
خوب پڑھوں گا ، خوب لکھوں گا''

بانٹ کر کھانے کا مزہ

ہدایت: بہتر ہوگا کہ استاد اس کہانی کو یاد کر لے۔ استاد طلبہ کو پوری کہانی ایک ساتھ سنائے۔ کہانی سناتے وقت آواز کے مناسب اُتار چڑھاؤ، چہرے کے تاثرات اور ہاتھوں کی مناسب حرکات کا خیال رکھے۔ پھر اس کہانی کا ایک ایک حصہ رُک رُک کر دوبارہ سنائے۔ استاد اس دوران یہ بھی مشاہدہ کرتا رہے کہ طلبہ غور سے سن رہے ہیں یا نہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے سوالات پوچھ کر جانچ کرے کہ طلبہ نے سمجھتے ہوئے کہانی سنی ہے۔

آج اسکول کی چھٹّی تھی۔ نازو اپنی ماں کے کاموں میں اُن کی مدد کر رہی تھی۔ گھر کا کام ختم ہونے پر ماں نے کہا، ’’نازو! میں کپڑے دھونے ندی پر جا رہی ہوں۔ تم گھر ہی پر رہنا۔‘‘

نازو بولی، ’’جی امّی!‘‘

امّی میلے کپڑوں کی گٹھری لیے ندی کی طرف روانہ ہو گئیں۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ نازو نے اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ سامنے آسیہ خالہ کھڑی تھیں۔ اُن کے ہاتھ میں ایک بڑا سا پپیتا تھا۔ آسیہ خالہ نازو کو پپیتا دیتی ہوئی بولیں، ’’نازو! یہ ہمارے پیڑ کا پپیتا ہے۔ تمھارے لیے.....‘‘

نازو نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور پپیتا لے لیا۔ پیلا پیلا پپیتا دیکھ کر اُس کے منہ میں پانی بھر آیا مگر اُسے ماں کا خیال آ گیا۔ اُس نے سوچا جب امّی آ جائیں گی تو وہ اُن کے ساتھ مل کر پپیتا کھائے گی۔

دوپہر میں امّی آئیں۔ نازو نے امّی کو بتایا کہ آسیہ خالہ نے پپیتا دیا ہے۔ ماں نے کہا، ’’ٹھیک ہے، شام کو تمھارا بھائی عارف اور تمھارے ابّو آئیں گے تو سب مل کر پپیتا کھائیں گے۔‘‘

نازو اچھی بچّی تھی۔ ماں کی بات مان گئی۔

شام کو عارف اور ابّو آ گئے۔ نازو دوڑ کر پپیتا لے آئی اور ابّو کے سامنے رکھ دیا۔ امّی نے بتایا کہ یہ پپیتا آسیہ خالہ نے دیا ہے۔ یہ اُن کے پیڑ کا پہلا پھل ہے۔

ابّو نے چھری منگائی اور پپیتا کاٹا۔ امّی نے پپیتے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے اور اُنھیں پیالیوں میں رکھ کر نازو، عارف اور ابّو کو دیا۔ ایک پیالی امّی نے بھی لی۔

چاروں آنگن میں آ بیٹھے اور مزے سے پپیتا کھانے لگے۔

سچ ہے، بانٹ کر کھانے میں بڑا مزہ آتا ہے۔

مانجھی

اپنی ناؤ بڑھالے مانجھی ، اپنی ناؤ بڑھالے
اُٹھتی گرتی لہروں پر تو ، اپنی ناؤ چڑھالے

تو دریا کا راجا مانجھی ، راج ترا دریا پر
تو ہمت کا ہے متوالا دل میں ترے کیسا ڈر

خطروں نے پالا ہے تجھ کو ، خطروں سے کیا ڈرنا
تو نے کب سیکھا ہے مانجھی ٹھنڈی آہیں بھرنا

ہیّا ہیّا بول کے تیرے ساتھی بڑھتے جائیں
تو بھی آگے بڑھ جا مانجھی ، وہ بھی بڑھتے جائیں

موجوں کی کیا ہمّت ، تیری ہمّت سے ٹکرائیں
سَن سَن چلتی تیز ہوائیں تجھ کو کیا دھمکائیں

اپنی ناؤ بڑھالے مانجھی ، اپنی ناؤ بڑھالے
اُٹھتی گرتی لہروں پر تو اپنی ناؤ چڑھالے

پہلے کام پھر آرام

کسی گاؤں میں ایک کسان رہتا تھا۔ وہ صبح صبح اپنے کھیت میں کام کے لیے جاتا اور شام کو لوٹ آتا۔ ایک مرتبہ وہ کھیت میں ہل چلا رہا تھا کہ اُسے ایک ہیرا ملا۔ ہیرا پا کر کسان بہت خوش ہوا۔ وہ سوچنے لگا، 'اس کو بیچ کر خوب روپیہ کماؤں گا اور شہر میں جا کر رہوں گا۔ اپنے بچّوں کو پڑھا لکھا کر بڑا آدمی بناؤں گا۔'

کسان سیدھا جوہری کے پاس گیا۔ جوہری نے جب ہیرا دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اس نے کسان سے پوچھا، ''تمھیں یہ ہیرا کہاں سے ملا؟'' کسان نے اُسے پوری کہانی سنا دی۔ جوہری نے پوری کہانی سننے کے بعد کہا، ''میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں یہ ہیرا خرید سکوں۔ تم یہ ہیرا لے کر بادشاہ سلامت کے پاس جاؤ۔'' کسان وہاں سے بادشاہ سلامت کے دربار میں پہنچا۔ اس نے بادشاہ کو ساری حقیقت بتائی اور ہیرا بادشاہ کے سامنے رکھ دیا۔ ہیرا دیکھ کر بادشاہ حیران رہ گیا کیونکہ اُس کے خزانے میں بھی اتنا قیمتی ہیرا نہیں تھا۔ کچھ دیر بادشاہ سوچتا رہا اور بولا، ''میرے خزانے میں قیمتی موتی اور اشرفیاں ہیں۔ میں تمھیں ایک گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں۔ تم وہاں جا کر جو لینا چاہو لے لو۔'' کسان نے کہا، ''جیسا بادشاہ حکم دیں۔'' بادشاہ نے اپنے نوکر سے کہا، ''اسے خزانے والے کمرے میں پہنچا دو اور ایک گھنٹے بعد باہر نکال دینا۔''

نوکر کسان کو خزانے کے کمرے میں لے گیا۔ کسان اتنا بڑا خزانہ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ وہاں ایک آرام دہ مخملی بستر بچھا ہوا تھا۔ کسان نے سوچا، 'ابھی بہت وقت ہے، پہلے تھوڑا آرام کرلوں پھر جو چاہوں گا، لے لوں گا۔' چنانچہ وہ بستر پر لیٹا اور اسے نیند آ گئی۔ ایک گھنٹے کے بعد بادشاہ کا نوکر وہاں آیا اور اُسے جگا کر کہا، ''اُٹھو، ایک گھنٹہ ہو چکا ہے۔ اب باہر نکلو۔'' کسان نے کہا، ''ابھی تو میں نے یہاں سے کچھ بھی نہیں لیا۔ میں باہر نہیں جاؤں گا۔'' مگر نوکر نے کھینچ کر اُسے خزانے کے کمرے سے باہر نکال دیا۔ کسان روتا ہوا بادشاہ کے پاس پہنچا اور ساری بات کہہ سنائی۔ بادشاہ نے کہا، ''بے وقوف! میں نے تمھیں ایک گھنٹہ دیا تھا، وہ تم نے سو کر گزار دیا۔ وقت کی قدر نہیں کی۔ جاؤ! اب دوبارہ کھیت میں کام کرو۔ یہی تمھارا نصیب ہے۔'' یہ سن کر کسان بہت رویا۔ اُس کے سارے خواب ٹوٹ گئے تھے۔ اس کی حالت دیکھ کر بادشاہ کو اس پر ترس آ گیا۔ اُس نے کسان کو ڈھیر ساری اشرفیاں دیں اور کہا، ''وقت کی قدر کرنا سیکھو۔''

کسان بادشاہ کی رحم دلی پر بہت خوش ہوا۔ وہاں سے وہ اس ارادے کے ساتھ رخصت ہوا کہ اب ہمیشہ پہلے کام کروں گا پھر آرام۔

۱۳

ایک گھوڑا اور اس کا سایہ

ایک گھوڑا تھا نہایت عیب دار
اپنے سایے سے بِدکتا بار بار

اس سے مالک نے خفا ہوکر کہا
"سُن تو احمق ! جس سے تو ہے ڈر رہا

جسم کا تیرے ہی تو سایہ ہے وہ
کچھ درندہ ہے ، نہ چوپایہ ہے وہ

جسم رکھتا ہے ، نہ اس کے جان ہے
تو بڑا ڈرپوک اور نادان ہے"

یوں دیا گھوڑے نے مالک کو جواب
"سچ کہا یہ آپ نے لیکن جناب

آدمی سے بڑھ کے میں وہمی نہیں
اَن ہوئی باتوں کا ہے جس کو یقیں

بھوت سے ڈرنا بھی کوئی بات ہے
کیا ہی وہمی آدمی کی ذات ہے

سایہ تو آنکھوں سے آتا ہے نظر
کیا عجب ہے جو ہُوا مجھ پر اثر

اپنے دُکھ کا کیجیے اوّل علاج
دوسروں کا پوچھیے پیچھے مزاج"

****

عیب دار – خرابی والا

بِدکنا – ڈرنا

اَن ہوئی - جو نہ ہوئی ہو

وہمی - وہم کرنے والا یہاں مراد ڈرنے والا

مزاج پوچھنا - حالت پوچھنا

مشق

۞ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ گھوڑے میں کیا عیب تھا؟

۲۔ آدمی نے گھوڑے کو ڈرپوک اور نادان کیوں کہا؟

۳۔ گھوڑے نے آدمی کے لیے کون سا لفظ استعمال کیا؟

۴۔ آدمی کو کن باتوں پر یقین آجاتا ہے؟

۞ **مختصر جواب لکھیے :**

۱۔ مالک اپنے گھوڑے سے کیوں خفا ہوا؟

۲۔ گھوڑے نے مالک کو کیا جواب دیا؟

◆ اس نظم میں گھوڑا کہتا ہے کہ آدمی بڑا وہمی ہوتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر بلّی راستہ کاٹ جاتی ہے تو کچھ لوگ اس راستے سے نہیں گزرتے۔ کسی کام کے لیے گھر سے نکلتے وقت چھینک آ جائے تو اسے بھی لوگ برا سمجھتے ہیں۔ ایسی باتیں **وہم** کہلاتی ہیں۔

۱۴ حکیم اجمل خان

دہلی میں ایک بڑے نامی حکیم تھے۔ ہندو، مسلمان سب اُن کی عزّت کرتے تھے۔اُن کا نام اجمل خان تھا۔

حکیم صاحب ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے تھے اور ۶۳ سال کی عمر میں اچانک دِل کی حرکت بند ہوجانے سے ۱۹۲۷ء میں اِس دنیا سے اُٹھ گئے۔ اگر آپ کو حکیم صاحب کا تھوڑا سا بھی حال بتایا جائے تو پوری کتاب بن جائے گی اس لیے ان کے بارے میں صرف دو چار باتیں آپ کو بتاتے ہیں۔

ایک زمانہ تک لوگ حکیم صاحب کو صرف ایک اچھا حکیم مانتے تھے۔ اُن کے مقابلے کا ہندوستان میں کوئی حکیم نہ تھا۔ نوابوں، راجاؤں سے ماہانہ ہزاروں کی رقمیں بندھی ہوئی تھیں۔ان کے دہلی سے باہر جانے کی روزانہ ایک ہزار روپے فیس مقرّر تھی۔ آپ سمجھتے ہوں گے کہ اتنا بڑا طبیب صرف امیروں ہی کا علاج کرتا ہوگا۔غریبوں کو اُس سے کیا فائدہ پہنچتا ہوگا؟ لیکن ایسی بات نہیں ہے۔حکیم صاحب جو کچھ کماتے اپنے عزیزوں اور غریبوں کی مدد اور قومی کاموں میں خرچ کردیتے۔ دہلی میں یا اس کے آس پاس کسی غریب کے گھر جاتے تو علاج کا ایک پیسہ نہ لیتے۔اسی وجہ سے وہ بڑا طبیب جو راجاؤں اور نوابوں کے محلوں میں ہزاروں پر جاتا، اکثر ٹوٹی پھوٹی جھونپڑیوں میں بھی خدمت کرتا نظر آتا تھا۔اس کے پاس سے بے شمار غریبوں کو دوائیں مفت ملتی تھیں۔

جاڑا، گرمی، برسات ہر موسم میں صبح ٹھیک چھے بجے حکیم صاحب گھر سے نکل آتے اور بہت سے مریضوں کو دیکھتے۔کبھی کبھی ان کی غیرضروری باتیں بھی سنتے مگر پیشانی پر بل نہ لاتے۔ اُن کے اس عام دربار میں چھوٹے بڑے کا فرق نہ تھا۔امیر ہو کہ غریب،سب کو باری باری دیکھتے۔

حکیم صاحب بڑی سمجھ بوجھ کے آدمی تھے۔انھوں نے ملک کی سیاست میں بھی عملی حصّہ لیا۔ وہ شروع ہی سے چوٹی کے لیڈروں میں گنے جانے لگے تھے۔ سیاسی کاموں کے ساتھ حکیم صاحب سماجی کاموں میں بھی خوب حصّہ لیتے تھے۔عورتوں کی تعلیم کے وہ بڑے حامی تھے۔ وہ ہمیشہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتّحاد اور اتّفاق کے لیے کوشش کرتے

رہے۔ ۱۹۱۹ء میں 'جلیاں والا باغ' کے مقام پر انگریزوں نے بہت سے ہندوستانیوں کو قتل کر دیا تھا۔ حکیم اجمل خان نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے اس قتلِ عام کے خلاف سخت احتجاج کیا۔ حکیم صاحب آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر تھے۔ انھیں انڈین نیشنل کانگریس کا بھی صدر بنایا گیا تھا۔ وہ سوچ سمجھ کر سیاست کے میدان میں آئے تھے۔ اس لیے اُنھوں نے بڑی بے جگری سے کام کیا اور آخر دم تک ملک کو آزاد کرانے کے لیے سیاست کے میدان میں جمے رہے۔

حکیم صاحب لوگوں کی خدمت ہی کو سب سے بڑا کام سمجھتے تھے اور خدمت کے موقع کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ ایک مرتبہ دہلی میں کوئی وبائی مرض پھیلا۔ اس مرض میں خاندان کے خاندان صاف ہوگئے۔ گھر گھر ماتم تھا۔ کوئی کسی کی خبر لینے والا نہ تھا۔ دہلی پر ایسی آفت آئی کہ اچھے اچھوں کے اوسان خطا ہوگئے۔ ایسے نازک وقت میں بھی حکیم صاحب لاریوں میں دوائیاں بانٹتے پھرتے تھے۔ اُن کو اپنی جان کی کچھ پروا نہ تھی۔

انھوں نے دہلی کا یونانی اور آیورویدک طبّی کالج قائم کیا اور اسے خوب ترقی دی۔ اس کالج کو اپنا دواخانہ بھی دے ڈالا، جس کا سالانہ منافع لاکھوں روپے تھا۔ مسلمانوں کی جدید تعلیم کے لیے علی گڑھ میں جامعہ ملّیہ اسلامیہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ بعد میں یہ ادارہ دہلی منتقل کر دیا گیا۔ حکیم صاحب اس کے پہلے وائس چیئرمین مقرّر کیے گئے۔ آخری زمانے میں وہ اپنا زیادہ وقت جامعہ ملّیہ کے کاموں میں لگاتے تھے۔ اس سے اُن کو بہت سی اُمیدیں تھیں۔ آگے چل کر ان کی اُمیدیں پوری ہوئیں اور آج جامعہ ملّیہ اسلامیہ مسلمانوں کا ایک بڑا ادارہ بن گیا ہے۔

ایسے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ آج حکیم صاحب نہیں ہیں لیکن ان کی یاد لوگوں کے دلوں میں زندہ ہے۔

نامی	مشہور
دنیا سے اُٹھ جانا	انتقال ہو جانا
طبیب	حکیم
عزیز	دوست
محلوں میں ہزاروں پر جانا	امیروں کے علاج پر ہزاروں روپے لینا
وبائی مرض	ایسی بیماری جو ایک ساتھ بہت سے لوگوں کو ہو جاتی ہے
آفت	مصیبت
اوسان خطا ہونا	گھبرا جانا
پیشانی پر بل نہ لانا	برا نہ ماننا

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ اجمل خان کس وجہ سے مشہور تھے؟

۲۔ حکیم اجمل خان راجاؤں اور نوابوں سے کتنی فیس لیتے تھے؟

۳۔ حکیم صاحب جو کچھ کماتے وہ کہاں خرچ کرتے تھے؟

۴۔ حکیم صاحب اپنا زیادہ وقت کن کاموں میں لگاتے تھے؟

❁ **سبق کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے :**

۱۔ دہلی میں ایک بڑے .... حکیم تھے۔

۲۔ انھوں نے ملک کی سیاست میں بھی .... حصّہ لیا۔

۳۔ عورتوں کی تعلیم کے وہ بڑے .... تھے۔

۴۔ ایک مرتبہ دہلی میں کوئی .... مرض پھیلا۔

سرگرمی : حکیم اجمل خان کی خوبیاں پانچ چھے جملوں میں لکھیے۔

غور کیجیے : حکیم اجمل خان امیروں سے زیادہ فیس کیوں لیتے تھے اور غریبوں کا علاج مفت کیوں کرتے تھے؟

آ یئے زبان سیکھیں!

متعلقِ فعل :

جن لفظوں سے فعل یعنی کام کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے انھیں **'متعلقِ فعل'** کہتے ہیں۔

مثلاً حکیم صاحب کا تھوڑا سا حال بھی سنو۔

انھوں نے بڑی بے جگری سے کام کیا۔

بارش شدت سے ہو رہی تھی۔

خط کشیدہ الفاظ ''تھوڑا سا، بے جگری سے، شدت سے'' **متعلقِ فعل** کہلاتے ہیں جن سے سننے، کام لینے اور ہونے جیسے کاموں کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے۔

❖ **مندرجہ ذیل جملوں میں متعلقِ فعل تلاش کیجیے :**

۱۔ سردار نے ان کی باتیں غور سے سنیں۔

۲۔ وہ دونوں درخت کے سایے میں آرام سے بیٹھ گئے۔

۳۔ دونوں دوست پیدل ہی چل پڑے۔

۴۔ بچّے تیز دوڑ رہے ہیں۔

۱۵

ذرا آسماں کا سماں دیکھیے

ذرا آسماں کا سماں دیکھیے
ستاروں کا جُھرمٹ عیاں دیکھیے

ہزاروں ستارے ہیں بِکھرے ہوئے
ہیں موتی کی مانند نِکھرے ہوئے

نہ جانے فلک پر ہیں روشن چراغ
کہ آراستہ ہے یہ پھولوں کا باغ

چمکتے ہیں یہ ، جِھلملاتے ہیں یہ
ہمیں دیکھ کر مُسکراتے ہیں یہ

ستارے یہ سوتے نہیں رات بھر
یہ پل بھر کو ہوتے نہیں بے خبر

سہانا سماں مجھ کو بھاتا ہے یہ
انھیں دیکھ کر دِل میں آتا ہے یہ

کسی دن بڑا جب مَیں ہوجاؤں گا
تو مَیں بھی چمک اپنی دِکھلاؤں گا

سماں	– منظر
عیاں	– ظاہر
فلک	– آسمان
آراستہ	– سجا ہوا
سہانا	– اچھا، پیارا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ شاعر کون سا منظر دیکھنے کے لیے کہہ رہا ہے؟
۲۔ تارے کیسے نظر آرہے ہیں؟
۳۔ ستاروں کو چمکتا دیکھ کر شاعر کے دل میں کیا خیال آتا ہے؟
۴۔ شاعر نے ستاروں کی مسکراہٹ کسے کہا ہے؟

سرگرمی :

اس نظم میں رات کے اندھیرے میں چمکتے ستاروں کا منظر بیان کیا گیا ہے۔اسے اپنے الفاظ میں لکھیے۔

١٦

دیگچی میں سر

کردار :-

نصیبُن	:	گوٹا بُن کر پیٹ پالنے والی ایک بیوہ عورت
امّاں	:	نصیبُن کی امّاں ایک بوڑھی عورت
ٹِمّا	:	نصیبُن کا آٹھ نو برس کا بیٹا۔ ایک بے ڈھنگا اور بدسلیقہ لڑکا
منشی جی	:	ایک پڑوسی
چند پڑوسنیں		

منظر

(صبح دس بجے کا وقت ہے۔ نصیبُن آٹا گوندھنے کے لیے پانی لینے جارہی ہے۔ ایک لڑکا دروازے سے روتا ہوا اندر چلا آرہا ہے۔ اُس کا سر ایک دیگچی میں ہے جو گردن تک آکر پھنس گئی ہے اس لیے اس کا چہرہ دِکھائی نہیں دے رہا ہے۔ اندر کوٹھری میں نصیبُن کی ماں بیٹھی ہوئی کوئی کام کررہی ہے۔ رونے کی آواز سن کر نصیبُن پانی کا برتن چھوڑ کر دروازے کی طرف جھپٹتی ہے)

نصیبُن : (دانت پیستی ہوئی) اِس لڑکے نے تو ناک میں دَم کر رکھا ہے۔ ارے، یہ دیگچی میں سر کیوں ٹھونس دیا ہے؟

(لڑکا کچھ کہتا نہیں ہے۔ بس روئے چلا جاتا ہے، اؤں ...... اؤں ...... اؤں !

نصیبُن اس کے سر سے دیگچی نکالنے کی بہت کوشش کرتی ہے۔ مگر دیگچی ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ لڑکے کے رونے کی آواز اور تیز ہوجاتی ہے)

نصیبُن : (گھبرا کر اپنی ماں کو آواز دیتی ہے) امّاں ..... اری او امّاں، ذرا دیکھ تو سہی، ٹِمّا نے کیا کرلیا ہے۔

امّاں : (اندر کوٹھری میں سے) اری کیا ہوا؟ ... کیوں شور مچارہی ہے؟ .... آخر ہوا کیا ہے جو سارا گھر سر پر اُٹھا رکھا ہے؟

نصیبُن : (روتی آواز میں) بچّے کا سر دیگچی میں پھنس گیا ہے امّاں ......

امّاں : (وہیں سے) اری تو نکال کیوں نہیں دیتی؟

نصیبُن : (رونی آواز میں) امّاں نکالنے کی کوشش تو بہت کی، مگر کم بخت نکلنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ ہائے میرا ٹِمّا، میرا لال!

(دیگچی کے اندر سے رونے کی آواز مسلسل آ رہی ہے، اؤں ......اؤں ......اؤں)

نصیبُن : (سینے پر ہاتھ مارتی ہوئی) ہائے میرے اللہ! اب کیا ہوگا؟ اب میں اپنے ٹِمّا کا منہ کیسے دیکھوں گی۔

(اتنے میں نصیبُن کی امّاں کوٹھری سے باہر نکل آتی ہے)

امّاں : اب بس بھی کر یہ رونا دھونا، پہلے اُس کے سر سے دیگچی نکالنے کی سوچ۔ جا، ایک لکڑی لے آ۔

(نصیبُن ایک لکڑی لے کر آتی ہے۔ بوڑھی امّاں نصیبُن سے لکڑی لے کر دیگچی میں ڈالنے کی کوشش کرتی ہے۔ لکڑی شاید لڑکے کی ناک سے جا لگتی ہے اور وہ زیادہ زور و شور کے ساتھ رونے لگتا ہے۔ لکڑی پھینک کر دونوں دیگچی کو کھینچنے اور اوپر اُٹھانے کی کوشش کرتی ہیں مگر اندر کی آواز اور بڑھتی چلی جاتی ہے، اؤں ......اؤں ......اؤں)

نصیبُن : (بے تاب ہوکر) ہائے میرا ٹِمّا، ہائے میرا ٹِمّا!

امّاں : (رونی آواز میں) میرے لال، میرے بچّے!

(رونے کی آواز سن کر آس پاس کی کچھ پڑوسنیں جمع ہو جاتی ہیں اور اپنی اپنی رائے دینے لگتی ہیں)

پہلی پڑوسن : بچے نے صبح سے کچھ کھایا نہیں۔ بے چارہ بھوکا ہوگا۔ اسے ایک کیلا کھلا دو۔ میں ابھی لاتی ہوں۔

دوسری پڑوسن : اے ہے! بے چارہ پیاسا ہوگا، اسے پانی پلا دو۔

امّاں : میں تو کہہ رہی ہوں کہ اسے پیاس لگی ہے، پر میری سنتا کون ہے؟

نصیبُن : لیکن امّاں! اُلٹی دیگچی میں پانی کیسے ٹھہرے گا؟

پہلی پڑوسن : لو، یہ کیا مشکل ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے ٹانگیں پکڑ کر اُلٹا کر دو۔ پھر دیگچی میں پانی ڈالو۔ خود ہی پی لے گا۔

دوسری پڑوسن : ہٹو بھی! مجھے ایک ڈنڈا دو۔ میں ابھی دیگچی کو توڑے دیتی ہوں۔

تیسری پڑوسن : اور جو سر میں چوٹ آ گئی تو؟

(دیگچی کے اندر سے مسلسل رونے کی آواز، اؤں ......اؤں ......اؤں)

(اتنے میں پڑوس کے منشی جی آتے ہیں)

منشی جی : کیا بات ہے؟ یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے؟

امّاں : بھیا تماشا کیسا؟ میرے ٹُمّا کی جان پر بنی ہوئی ہے۔ دیکھو نا، اس نے دیگچی میں سر پھنسا لیا ہے۔ اُسے بچائیں تو کیسے بچائیں؟

منشی جی : (مسکرا کر) گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ میں ابھی دیگچی نکالے دیتا ہوں۔

امّاں : اللہ تمھارا بھلا کرے۔ مگر بھیّا، یہ خیال رکھنا کہ دیگچی ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ پورے پندرہ روپے کی ہے۔

نصیبُن : (غصّے سے) امّاں تم بھی نا، تمھیں دیگچی کی پڑی ہے۔ کیا دیگچی میرے ٹُمّا کی جان سے زیادہ ہے؟

منشی جی : (مسکرا کر) بھئی! آپ لوگ اطمینان رکھیں۔ آپ کی دیگچی بھی رہے گی اور ٹُمّا کو بھی کچھ نہیں ہوگا۔

(منشی جی سر میں پھنسی ہوئی دیگچی نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دو چار منٹ کی کوشش سے دیگچی نکل جاتی ہے)

سب کے سب : (حیرت سے آنکھیں پھاڑے ہوئے) ہائیں یہ تو......!

نصیبُن : ارے توبہ! یہ ٹُمّا تھوڑا ہی ہے۔ نہ جانے مُوا کس کا ہے؟

امّاں : اے ہاں، سچ مچ یہ تو کوئی اور ہی لڑکا ہے۔ اری نصیبُن، یہ دیگچی بھی تو ہماری نہیں۔ کیا عقل پر پتّھر پڑ گئے تھے؟

منشی جی : (حیرت سے) کیا یہ ٹِمّا نہیں ہے؟ تو پھر یہ ہے کون؟ (دیگچی نکلتے ہی لڑکا بھاگ جاتا ہے)

ٹِمّا : (بھیڑ میں سے جھانکتے ہوئے) میں تو یہاں ہوں امّاں۔ (سب آواز کی طرف دیکھتے ہیں۔ تب ٹِمّا اپنا سر کھجاتے ہوئے آگے آتا ہے)

سب ایک ساتھ: ہائیں .... !

(نصیبُن جھپٹ کر اسے اپنے سینے سے لگا لیتی ہے)

پردہ گرتا ہے۔

گوٹا	-	چاندی یا سونے کے تاروں کی لیس
دانت پیسنا	-	بہت غصّہ دِکھانا
ناک میں دم کرنا	-	پریشان کر دینا
ٹس سے مس نہ ہونا	-	اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلنا
گھر سر پر اُٹھانا	-	بہت شور کرنا
زور و شور کے ساتھ رونا	-	اونچی آواز میں رونا
عقل پر پتّھر پڑنا	-	عقل جاتی رہنا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ نصیبُن کون تھی؟

۲۔ ٹِمّا کیسا لڑکا تھا؟

۳۔ ڈنڈے سے دیگچی توڑنے میں کیا خطرہ تھا؟

۴۔ بچّے کے سر سے دیگچی کس نے نکالی؟

۵۔ دیگچی نکل جانے کے بعد سب کو حیرت کیوں ہوئی؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ پہلی پڑوسن نے کیا مشورہ دیا؟

۲۔ ٹِمّا کو پانی پلانے کی کیا ترکیب بتائی گئی؟

۳۔ لڑکے کے سر میں پھنسی دیگچی نکلنے پر بوڑھی امّاں نے کیا کہا؟

❁ ذیل کے جملے کس نے کہے :

۱۔ ''اس لڑکے نے تو ناک میں دَم کر رکھا ہے۔''

۲۔ ''اری تو نکال کیوں نہیں دیتی؟''

۳۔ ''اے ہے! بے چارہ پیاسا ہوگا، اسے پانی پلا دو۔''

۴۔ ''گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ میں ابھی دیگچی نکالے دیتا ہوں۔''

۵۔ ''میں تو یہاں ہوں امّاں۔''

❁ ذیل کے محاوروں کو مناسب خالی جگہوں میں استعمال کیجیے :

(ناک میں دم کرنا ، دانت پیسنا، ٹس سے مس نہ ہونا، گھر سر پر اُٹھانا)

۱۔ مزدوروں نے اپنی ساری طاقت لگا دی مگر چٹان ....

۲۔ بچّے نے رو رو کر ....

۳۔ مچھّروں نے کاٹ کاٹ کر ....

۴۔ بات بات پر .... کی عادت بری ہے۔

سرگرمی : اس ڈرامے کو اپنی کلاس میں پیش کیجیے۔

آیئے زبان سیکھیں!

مبتدا اور خبر :

جملے کا وہ ابتدائی حصّہ جس کے متعلق جملے میں کوئی بات کہی گئی ہو، اسے **'مبتدا'** کہتے ہیں مثلاً نصیبُن آٹا گوندھ رہی تھی۔

اس جملے میں **'نصیبُن'** مبتدا ہے۔

جملے کا وہ حصّہ جو مبتدا کے بارے میں کوئی معلومات دیتا ہو، اس معلومات کو **'خبر'** کہتے ہیں۔ اوپر کے جملے میں 'آٹا گوندھ رہی تھی' خبر ہے۔

❖ اِن جملوں میں مبتدا اور خبر الگ کیجیے۔

۱۔ صبح دس بجے کا وقت تھا۔

۲۔ نصیبُن اپنی ماں کو آواز دیتی ہے۔

۳۔ بچّہ زیادہ زور سے رونے لگتا ہے۔

۴۔ یہ دیگچی بھی تو ہماری نہیں ہے۔

۱۷

ہمارے پڑوسی

بڑے سیدھے سادے ہمارے پڑوسی
خدا سب کو دے ایسے پیارے پڑوسی

کئی سال کی اُن سے ہے آشنائی
کبھی کوئی جھگڑا ، نہ کوئی لڑائی

ہمیں بھی خیال اُن کا رہتا بہت ہے
اور ان کو بھی ہم پر بھروسا بہت ہے

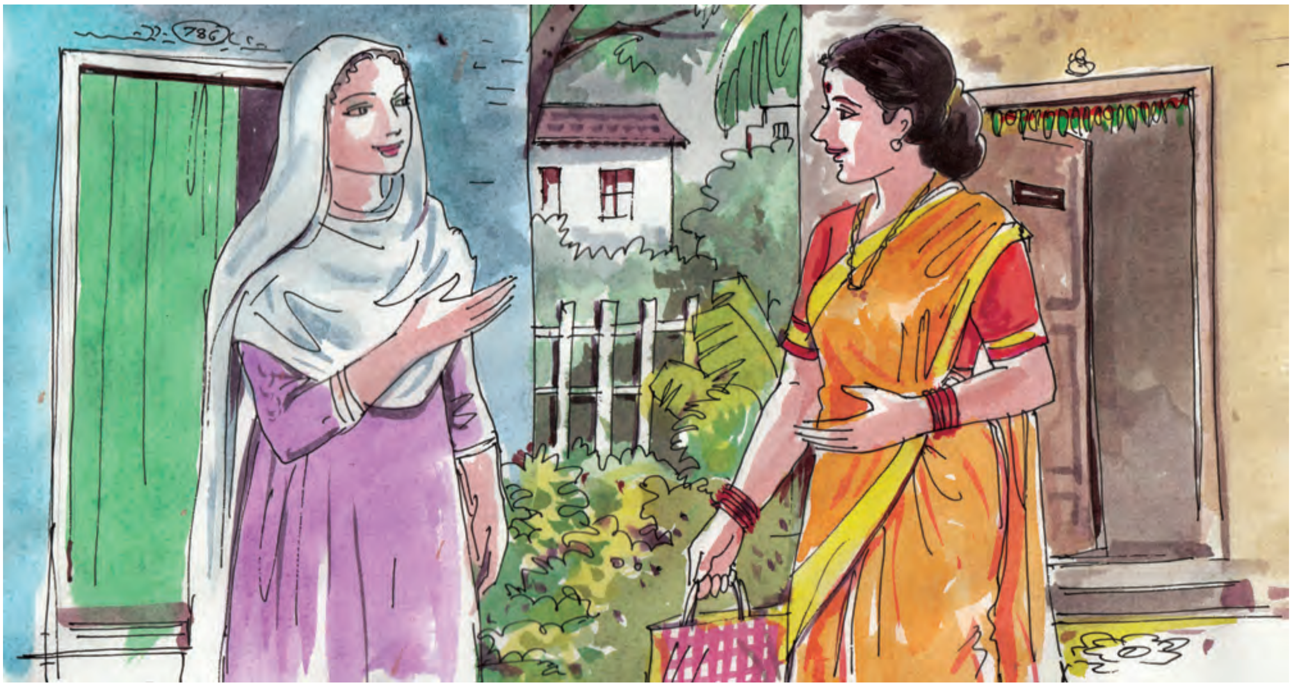

کوئی چیز کم ہو تو وہ ہم سے لے لیں
ضرورت پہ ہر چیز وہ ہم کو دے دیں

جو تہوار آئے تو گھر پر بُلائیں
تواضع کریں اور عزّت بڑھائیں

وہ رکھتے ہیں اپنا کھلا دل ہمیشہ
خوشی اور غم میں ہیں شامل ہمیشہ

کچھ اُن کے ہیں بچّے ، کچھ اپنے ہیں بچّے
طریقوں میں بہتر ، سلیقوں میں اچھّے

نہ جھگڑیں ، نہ روٹھیں ، نہ غصّہ دِکھائیں
سب اک ساتھ کھیلیں ، ہنسیں ، مسکرائیں

ہم اُن کے مددگار اور وہ ہمارے
یہ دکھ سکھ کے رشتے بھی کتنے ہیں پیارے

آشنائی – پہچان، دوستی
تواضع – مہمان نوازی
دِل کھلا رکھنا – اچھے ڈھنگ سے ملنا
مددگار – مدد کرنے والا

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ شاعر کے پڑوسی کیسے ہیں؟
۲۔ شاعر اپنے پڑوسیوں کو کب سے جانتا ہے؟
۳۔ پڑوسی ایک دوسرے کے کام کس طرح آتے ہیں؟
۴۔ شاعر نے پڑوسی بچوں کے بارے میں کیا کہا ہے؟
۵۔ شاعر کیسے پڑوسیوں کے لیے دعا کر رہا ہے؟

❁ **ضد لکھیے :**

خوشی عزّت ہنسنا دُکھ روٹھنا

سرگرمی : اپنے پڑوسی کے بارے میں چند جملے لکھیے۔

۱۸

تیز گام

آج چہارم جماعت کے بچّے سیر کے لیے آئے تھے۔

بستی سے دور ایک پہاڑی کے دامن میں انھوں نے ڈیرا ڈال دیا۔ پاس ہی ایک جھرنا بھی بہتا تھا جو آگے جا کر ایک چھوٹی سی ندی بن جاتا تھا۔ ندی کے دونوں کناروں پر دور تک گھنے درختوں کے جھنڈ تھے۔ بچّے اپنا اپنا ٹفن بھی ساتھ لائے تھے۔ دوپہر میں درختوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر انھوں نے مل بانٹ کر کھانا کھایا۔ پھر پاس کے جھرنے سے پانی پیا اور ٹولیاں بنا کر مختلف کھیل کھیلنے میں مشغول ہو گئے۔ کبڈّی، فٹ بال، کرکٹ وغیرہ۔ ماسٹر صاحب ایک درخت کے نیچے بیٹھے اُن سب کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ اُنھوں نے دیکھا کہ آصف کو کوئی بھی اپنے ساتھ کھیل میں شامل نہیں کر رہا ہے۔ وہ ایک طرف چپ چاپ کھڑا مایوسی سے سب کو دیکھ رہا ہے۔

آصف جماعت میں سب سے دُبلا پتلا لڑکا تھا۔ وہ پڑھائی میں بہت ہوشیار تھا مگر کھیلوں میں اسے دلچسپی نہیں تھی۔ دُبلا پتلا ہونے کی وجہ سے بچّے اکثر اُس کا مذاق اُڑاتے تھے۔ اُن میں حامد سب سے آگے تھا۔ آصف نے ایک بار ماسٹر صاحب سے حامد کی شکایت بھی کی۔ ماسٹر صاحب نے حامد کو سمجھایا کہ کمزوروں کو ستانا نہیں چاہیے۔ حامد نے ماسٹر صاحب سے وعدہ تو کر لیا کہ آصف کو نہیں ستائے گا مگر وہ اپنے وعدے پر قائم نہ رہا۔ جب بھی موقع ملتا وہ آصف کو چھیڑنے سے باز نہ آتا۔ حامد کی طرح دوسرے بچے بھی آصف کو چھیڑنے لگے تھے۔ اسی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے آصف سب بچّوں سے الگ تھلگ رہنے لگا۔ ماسٹر صاحب نے سوچا، ”آخر کیا کِیا جائے کہ آصف بھی دوسرے بچّوں کے ساتھ ہِل مِل کر کھیلنے کودنے لگے اور اس کے ساتھی اُسے چھیڑنے سے باز آجائیں۔“ بیٹھے بیٹھے اُنھیں ایک ترکیب سوُجھی۔ اُنھوں نے بچّوں کو آواز دی۔

”بچّو! تم لوگ کرکٹ، فٹ بال، کبڈّی وغیرہ تو کھیل چکے۔ آؤ آج ایک نیا کھیل کھیلیں۔“

نئے کھیل کے نام پر سب بچّے شور مچاتے ہوئے ماسٹر صاحب کے گرد جمع ہو گئے۔ انھوں نے کہا، ”دیکھو! وہ سامنے ٹیکری دیکھ رہے ہو؟“

بچّوں نے کہا، ”ہاں... دیکھ رہے ہیں۔“

ماسٹر صاحب بولے، ”اُس ٹیکری کے اوپر ایک بڑا سا پیپل کا درخت بھی نظر آ رہا ہے؟“

بچّے ایک ساتھ بولے، ”جی ہاں..... نظر آ رہا ہے۔“

’’تو سنو! جو بچّہ سب سے پہلے ٹیکری پر چڑھ کر اُس پیپل کے نیچے سے ایک پتہ اٹھا کر لائے گا وہ ہماری جماعت کا ’تیز گام‘ لڑکا کہلائے گا۔‘‘

ایک بچّے نے پوچھا، ’’تیز گام یعنی کیا؟‘‘

ماسٹر صاحب بولے، ’’تیز گام یعنی تیز چلنے یا تیز دوڑنے والا۔‘‘

یہ سنتے ہی سب بچے جوش میں آ گئے اور فوراً مقابلے کے لیے تیار ہو گئے۔

ماسٹر صاحب نے سب بچّوں کو ایک قطار میں کھڑا کیا اور کہا، ’’میں جوں ہی سیٹی بجاؤں، تم لوگ دوڑنا شروع کر دینا۔‘‘

بچّوں نے جلدی جلدی گردن ہلائی۔ ماسٹر صاحب نے دیکھا آصف بھی سب بچّوں کے ساتھ قطار میں دوڑنے کے لیے تیار کھڑا ہے اور بہت خوش ہے۔

ماسٹر صاحب نے سب پر ایک نظر ڈالی اور سیٹی بجا دی، ’’پھُرررررر۔‘‘

سیٹی کی آواز کے ساتھ بچّے ٹیکری کی طرف دوڑ پڑے۔ سب تیزی سے ٹیکری پر چڑھ رہے تھے۔ جو بچّے بھاری بدن والے تھے اُن کی تو سانس پھوُلنے لگی تھی لیکن دُبلے پتلے بچّے تیزی سے دوڑ رہے تھے۔ ان میں آصف سب سے آگے تھا۔ حامد تو آدھی ٹیکری چڑھ کر ہی ہانپنے لگ گیا۔

ماسٹر صاحب دلچسپی سے سب کو دیکھ رہے تھے۔ آخر وہی ہوا جو اُنھوں نے سوچا تھا۔ آصف سب سے پہلے ٹیکری پر پہنچ گیا۔ اُس کے ساتھ دو تین بچّے اور بھی تھے مگر آصف اپنی پتلی پتلی ٹانگوں سے ہرن کی طرح چھلانگیں لگاتا

ہوا پیپل کا ایک پتّہ لے کر سب سے پہلے لوٹ آیا۔

باقی بچّے بھی ہانپتے کانپتے واپس آئے۔ سب سے آخر میں حامد آیا۔

آصف مقابلہ جیت چکا تھا۔ ماسٹر صاحب نے اس کا ہاتھ اوپر اُٹھا کر اعلان کیا، ''آج سے آصف کو ہم 'تیز گام' کہیں گے۔''

تمام بچّوں نے ''آصف - زندہ باد... تیز گام - زندہ باد!'' کے نعرے لگائے۔ آصف کا چہرہ کِھل اُٹھا۔

اُس دن کے بعد سے بچّوں نے آصف کا مذاق اُڑانا چھوڑ دیا۔ جلد ہی حامد بھی آصف کا دوست بن گیا۔

****

ڈیرا ڈالنا	-	ٹھہرنا
جھرنا	-	چشمہ
باز آنا	-	مراد چھیڑنے سے رُک جانا
سانس پھولنا	-	تھک جانا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ بچّوں نے کہاں ڈیرا ڈالا؟
۲۔ ندی کے دونوں کناروں پر کیا تھا؟
۳۔ بچّوں نے کہاں بیٹھ کر کھانا کھایا؟
۴۔ بچے کون کون سے کھیل کھیلنے لگے؟
۵۔ بچے آصف کا مذاق کیوں اُڑاتے تھے؟
۶۔ حامد نے ماسٹر صاحب سے کیا وعدہ کیا تھا؟
۷۔ آصف کو 'تیز گام' کیوں کہا گیا ؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ ندی کے کنارے پہنچ کر بچّوں نے کیا کیا؟
۲۔ آصف الگ تھلگ کیوں رہتا تھا؟
۳۔ ماسٹر صاحب نے مقابلہ کیوں کروایا؟

❁ لکھیے کہ ذیل کے جملے صحیح ہیں یا غلط :

۱۔ چہارم جماعت کے بچّے سیر کے لیے آئے تھے۔

۲۔ بچّے اپنے اپنے بستے بھی ساتھ لائے تھے۔

۳۔ حامد نے ماسٹر صاحب سے آصف کی شکایت کی۔

۴۔ ''دیکھو، وہ سامنے دریا دیکھ رہے ہو۔''

۵۔ سب بچّے جوش میں آ گئے اور فوراً لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔

۶۔ سب سے آخر میں حامد آیا۔

❁ جملوں میں استعمال کیجیے۔

باز آنا ، سانس پھوٗلنا ، ڈیرا ڈالنا

سرگرمی :

آپ نے جس مقابلے میں حصّہ لیا ہے اس کے بارے میں پانچ چھ جملے لکھیے ۔

آئیے زبان سیکھیں!

ہمزہ کا استعمال :

اُردو حروفِ تہجی میں ہمزہ (ء) بہت سے لفظوں میں الف (ا) کی مخصوص آواز کو ظاہر کرنے والی علامت ہے مثلاً گئے ، ہوئے ، نئے ، سوائے وغیرہ لفظوں میں۔

جیے کو 'جئے' یا 'جیئے' اور لکھیے کو 'لکھئے' یا 'لکھیئے' لکھنا مناسب نہیں۔ ایسے لفظوں میں ہمزہ کی بجائے 'یے' کا استعمال کرنا چاہیے۔ البتہ لائیے، کھائیے، دِکھائیے وغیرہ لفظوں میں ہمزہ اور یے دونوں لکھے جاتے ہیں۔

'تے' ، 'طے'، 'لے' جیسے لفظوں پر ہمزہ نہیں لگانا چاہیے۔

❖ ایسے پانچ الفاظ تلاش کر کے لکھیے جن پر ہمزہ لگا ہوا ہو۔

۱۹

دل سے پیارا وطن

یہ ہندوستاں ہے ہمارا وطن
محبّت کی آنکھوں کا تارا وطن
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وہ ہریالے کھیتوں کی تیّاریاں
وہ پھل پھوُل پودے وہ پھلواریاں
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

ہوا میں درختوں کا وہ جھوُمنا
وہ پتّوں کا پھوُلوں کا منہ چوُمنا
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وہ ساون میں کالی گھٹا کی بہار
وہ برسات کی ہلکی ہلکی پھوار
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وہ باغوں میں کویل ، وہ جنگل میں مور
وہ گنگا کی لہریں ، وہ جمنا کا زور
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

اسی سے تو ہے زندگی کی بہار
وطن کی محبّت ہو یا ماں کا پیار
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

آنکھوں کا تارا - بہت پیارا

ہریالے - ہرے بھرے

زندگی کی بہار - زندگی کی خوشیاں

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ شاعر اپنے وطن کو کیا کہہ کر پکار رہا ہے؟

۲۔ ہمارے وطن کے کھیت کیسے ہیں؟

۳۔ ہمارے وطن میں برسات میں کیا ہوتا ہے؟

۴۔ اس نظم میں کون سی دو ندیوں کے نام آئے ہیں؟

۵۔ زندگی کی بہار کس سے ہے؟

ستون 'الف' اور ستون 'ب' کی جوڑیاں لگائیے :

'الف'	'ب'
منہ	پھوار
ساون	چؤمنا
برسات	گھٹا
ہریالے	درخت
جھؤمتے	کھیت

سرگرمی :

وطن سے محبّت پر کوئی نظم تلاش کیجیے اور اپنے دوست کو سنائیے۔

۲۰

صبر کا پھل

نانی امّاں عشاء کی نماز پڑھ کر جوں ہی اپنی چار پائی پر آ کر بیٹھیں بچوں نے اُنھیں گھیر لیا۔ سب ایک ساتھ چلّانے لگے، ”نانی امّاں کہانی، نانی امّاں کہانی۔“

”سناتی ہوں، سناتی ہوں۔ ذرا دَم تو لوں .....اورتم لوگ اس طرح شور مچاؤ گے تو کیسے سناؤں گی؟“

”اچھا.....اچھا.....چِڑی مڑی چُپ۔“ اسماء نے منہ پر اُنگلی رکھتے ہوئے کہا۔ سب بچّے خاموش ہو گئے۔

نانی امّاں نے کھنکار کر گلا صاف کیا اور پوچھا، ”بتاؤ؟ کون سی کہانی سنو گے؟“

”پریوں کی کہانی۔“ عارف بولا۔

”نہیں جادوگر کی۔“ رشیدہ بولی۔

”نہیں جنگلی جانوروں کی۔“ اسماعیل نے زور دے کر کہا۔

نانی امّاں بولیں، ”بچّو! یہ کہانیاں تو تم ہمیشہ سنتے رہتے ہو۔ آج میں تمھیں ایک ایسے پیغمبر کی سچّی کہانی سناتی ہوں جو بہت صبر والے تھے۔“

تمام بچّے ہاتھ باندھ کر بیٹھ گئے اور نانی امّاں نے کہانی سنانا شروع کیا۔

حضرت ایوب علیہ السّلام اللہ کے ایک پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ آپ بہت مال دار اور خوش حال تھے۔ آپ کی کئی اولادیں تھیں۔ دنیا کی ساری نعمتیں آپ کو حاصل تھیں مگر آپ خدا کی یاد سے کبھی غافل نہیں رہتے۔ آپ خوب دل لگا کر خدا کی عبادت کرتے تھے۔ حضرت ایوبؑ کی خاص خوبی یہ تھی کہ آپ اچھّے دِنوں میں خدا کا شکر ادا کرتے اور مشکل وقت میں صبر سے کام لیتے۔ کبھی کسی بات کی شکایت نہ کرتے۔

بچّو! اللہ ہمیشہ اپنے نیک بندوں کا امتحان لیتا ہے۔ حضرت ایوبؑ بھی اللہ کے نیک بندے تھے۔ ایک مرتبہ اللہ نے آپ کو بڑے سخت امتحان میں ڈال دیا۔ اچانک مصیبت کی ایسی آندھی چلی کہ آپ کے ہرے بھرے کھیت اُجڑ گئے۔ کھلیان اناج سے خالی ہو گئے۔ سارے مویشی مر گئے۔ بچّے بیمار پڑ گئے۔ بیمار بھی ایسے کہ ایک ایک کر کے سب گزر گئے۔ مال و دولت ختم ہو گئی۔ کچھ دنوں بعد آپ بھی سخت بیمار ہو گئے۔ آپ کو کوڑھ کا مرض لاحق ہو گیا۔ بدن میں کیڑے پڑ گئے۔

حضرت ایوبؑ کی یہ حالت دیکھ کر دنیا والوں نے آپ سے منہ موڑ لیا۔ رشتے داروں نے بھی ناتا توڑ لیا۔ اگر کوئی آپ کے ساتھ تھا تو وہ آپ کی نیک اور پاکباز بیوی تھیں۔ وہ رات دن آپ کی خدمت اور دیکھ بھال میں لگی رہتیں، ڈھارس بندھاتیں۔ محنت مزدوری کر کے اپنے دُکھیارے شوہر کے لیے کھانے پینے کا بندوست کرتیں۔

حضرت ایوبؑ نے مصیبت اور پریشانی کے ان حالات میں بھی خدا کی عبادت ترک نہ کی۔ ہر وقت آپ کی زبان پر خدا کا ذکر ہوتا۔ آپ کو اس بات کا یقین تھا کہ ہر تکلیف کے بعد راحت ملتی ہے۔ خدا مجھے صبر کا پھل ضرور دے گا۔ آخر خدا کو حضرت ایوبؑ کے حال پر رحم آ ہی گیا۔ آپ کی آزمائش کے دن ختم ہو گئے۔

ایک دن خدا کے حکم سے زمین سے پانی کا چشمہ اُبلنے لگا۔ خدا نے آپ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس چشمے کا پانی پیو اور اس سے غسل کرو۔ آپ روزانہ یہ پانی پیتے اور غسل فرماتے۔ خدا کی قدرت سے رفتہ رفتہ آپ کا مرض دور ہوتا گیا۔ ایک دن آپ پوری طرح صحت یاب ہو گئے۔ آپ کے کھیت بھی ہرے بھرے ہو گئے۔ باغوں میں بہار آ گئی۔ دولت واپس مل گئی۔ غم کے بادل چھٹ گئے۔ زندگی میں خوشیاں لوٹ آئیں۔ حضرت ایوبؑ امتحان میں پورے اُترے تھے۔''

کہانی ختم ہونے کے بعد نانی امّاں نے پوچھا، ''بچّو! بتاؤ، تم نے اس کہانی سے کیا سیکھا؟''

اسماء جو عمر میں سب سے بڑی اور سیانی تھی، بولی، ''نانی امّاں! ہم نے سیکھا کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔''

نانی امّاں نے خوش ہو کر کہا، ''شاباش!.....جاؤ اب سب اپنے اپنے بستر پر جا کر سو جاؤ۔صبح اسکول جانا ہے۔''
بچّوں نے نانی امّاں کو سلام کیا اور سونے کے لیے چلے گئے۔

دَم لینا	رُکنا، ٹھہرنا
غافل	بے پروا
امتحان لینا	آزمانا
مرض لاحق ہونا	بیماری ہو جانا
منہ موڑنا	توجہ نہ دینا، بے مروّتی کرنا
ناتا توڑنا	رشتہ ختم کرنا، تعلّق نہ رکھنا
ڈھارس بندھانا	تسلّی دینا
ترک کرنا	چھوڑنا
غم کے بادل چھٹنا	غم دور ہونا
سیانی	سمجھ دار، ہوشیار

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ عارف کون سی کہانی سننا چاہتا تھا؟
۲۔ رشیدہ نے کون سی کہانی سنانے کی فرمائش کی؟
۳۔ نانی امّاں نے کس کی کہانی سنائی؟
۴۔ حضرت ایوبؑ کو کس بات کا یقین تھا؟
۵۔ حضرت ایوبؑ کی کہانی سے بچّوں نے کیا سبق سیکھا؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ بیماری سے پہلے حضرت ایوبؑ کو کون سی نعمتیں حاصل تھیں؟
۲۔ حضرت ایوبؑ کی خاص خوبی کیا تھی؟
۳۔ حضرت ایوبؑ کی بیوی نے کس طرح آپ کی خدمت کی؟

❁ چار پانچ جملوں میں جواب لکھیے :

۱۔ حضرت ایوبؑ پر کون سی مصیبتیں آئیں؟

۲۔ حضرت ایوبؑ کا مرض کس طرح دور ہوا؟

❁ ذیل کے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے :

منہ موڑنا	ترک کرنا	ڈھارس بندھانا
دَم لینا	امتحان میں ڈالنا	

سرگرمی :

اپنے استاد کی مدد سے معلوم کیجیے کہ عیدالاضحیٰ کیوں مناتے ہیں؟

آیئے زبان سیکھیں!

دوچشمی ھ :

اُردو میں ب پ ت ٹ وغیرہ حروف کے ساتھ دوچشمی 'ھ' ملا کر ہندی کی آوازیں ''بھ پھ تھ ٹھ'' بنائی جاتی ہیں۔ 'ھ' اُردو میں کوئی الگ حرف نہیں ہے اس لیے ھندی، ھما، ھوا لکھنے کی بجائے ہندی، ہما، ہوا لکھنا چاہیے۔ بہت سے لفظ جن میں 'ہ' ہوتا ہے ان میں 'ہ' کی بجائے دوچشمی ھ لکھنے سے معنی بدل سکتے ہیں۔ مثلاً پہن-پھن، گہر-گھر، دہن-دھن وغیرہ۔

❖ اس سبق سے ایسے الفاظ تلاش کر کے لکھیے جن میں دوچشمی ھ کا استعمال ہوا ہے۔

۲۱

خط

۳۵۲، اسلام پورہ، انصار روڈ،

مالیگاؤں-۴۲۳۲۰۳، ضلع ناشک

تاریخ : ۱۰؍جنوری ۲۰۱۴ء

پیاری نجمہ!

السّلامُ علیکُم

تمھارا خط مل گیا تھا۔ جواب دینے میں دیر اس لیے ہوئی کہ اُن دنوں ہمارے امتحانات چل رہے تھے۔ اتفاق دیکھو، جوں ہی امتحانات ختم ہوئے ہمارے شہر میں کل ہند کتاب میلہ شروع ہوگیا۔ اس میلے میں ملک بھر سے کتب فروش آئے تھے۔ یہاں مذہبی، علمی اور ادبی ہر قسم کی کتابیں دستیاب تھیں۔ کتابوں کے شوقین بڑے بوڑھے اور بچے سب اپنی اپنی پسند کی کتابیں خریدنے کے لیے ہجوم کررہے تھے۔ شہر ہی نہیں بلکہ شہر کے اطراف سے بھی لوگ جوق در جوق آرہے تھے اور کتابیں خرید رہے تھے۔ ایک طرف چائے ناشتے کی دکانیں بھی لگی تھیں۔ کتابیں خریدنے کے بعد لوگ چائے ناشتے کا بھی مزہ لے رہے تھے۔ اس کتاب میلے میں شہر کے اسکولوں کے بچوں نے طرح طرح کے ثقافتی

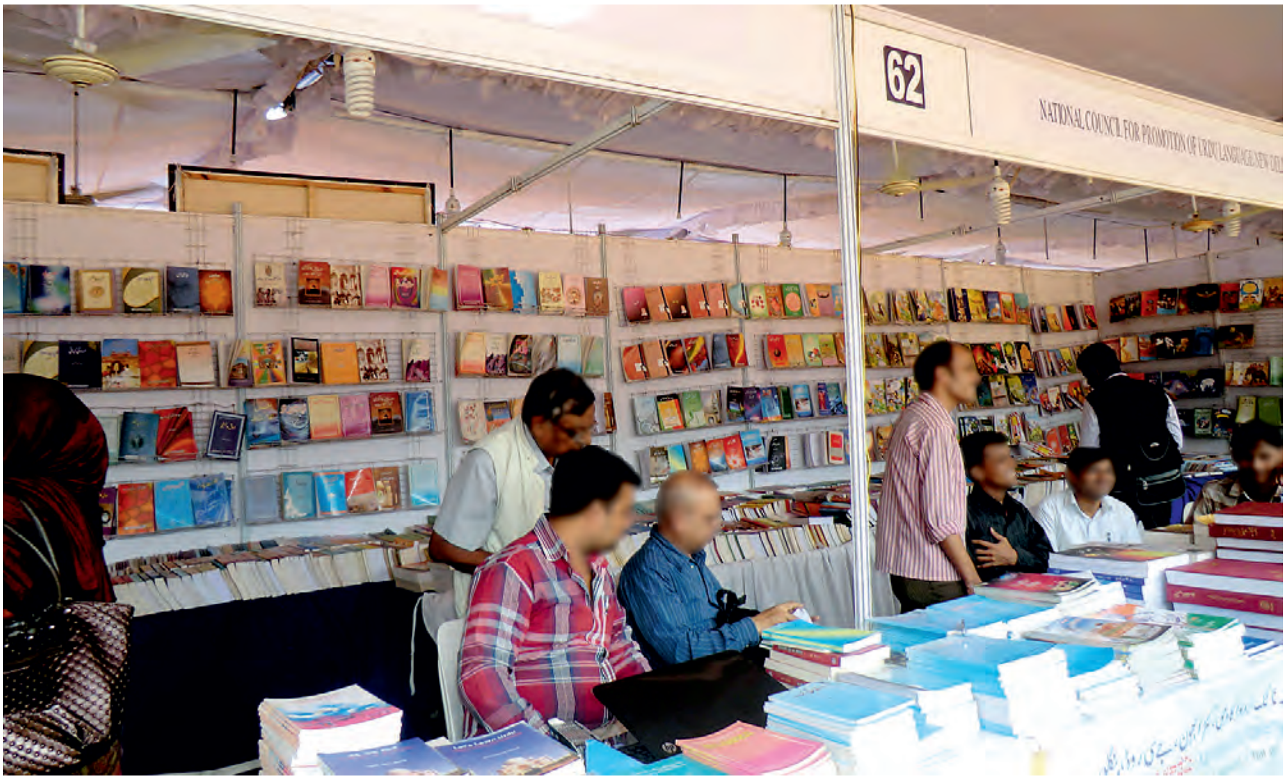

پروگرام پیش کیے۔ ایک طرف نظم خوانی کا مقابلہ ہو رہا تھا تو دوسری طرف بچے ڈراما پیش کر رہے تھے۔ پہلے دِن شہر میں اسکول کے بچوں کا جلوس نکالا گیا۔ اس جلوس میں اُردو زبان کے بڑے شاعر اور ادیب بھی شامل تھے۔ بس سمجھ لو پورے شہر میں جشن کا سا ماحول تھا۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ اس میلے میں عورتوں اور بچوں نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ کتابوں کی ہر دکان پر بچوں کی کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ تھا۔ بچوں نے کہانیوں اور نظموں کی کتابیں خوب خریدیں۔ میلے کی تفصیلات تو بہت ہیں جن کی خبریں اور تصویریں ملک بھر کے اخباروں میں شائع ہوئیں۔ مختصر طور پر یوں سمجھ لو کہ شہر مالیگاؤں کا یہ کتاب میلہ ایک مثالی میلہ تھا جس کی پورے ملک میں تعریف کی گئی۔

ایک اندازے کے مطابق اس میلے میں پچھلے تمام میلوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ کتابیں فروخت ہوئیں۔ میں نے بھی کہانیوں کی چند کتابیں خریدیں۔ تعلیمی سی ڈی بھی خریدیں جن سے مختلف مضامین کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ تمھیں کتابوں کے علاوہ پکوان کا بھی شوق ہے نا.... میں نے تمھارے لیے بھی پکوان کی ایک کتاب خریدی ہے۔ گرمی کی چھٹّیوں میں جب تم یہاں آؤ گی تو ہم دونوں مل کر خوب کتابیں پڑھیں گے۔ پکوان کی کتاب سے دیکھ دیکھ کر ہم اچھے اچھے پکوان بھی پکائیں گے۔ بڑا مزہ آئے گا۔ فی الحال اتنا ہی۔

ماموں جان اور ممانی جان کو سلام۔ تمھیں ڈھیر سارا پیار۔

تمھاری پیاری بہن اور سہیلی

نیلوفر

مصروف ہونا - کام میں لگنا

کتب فروش - کتابیں بیچنے والا

دستیاب ہونا - موجود ہونا، ملنا، پایا جانا

ثقافتی پروگرام - تہذیبی پروگرام

جشن - خوشی، خوشی کا دن، خوشی کا جلسہ

ذخیرہ - ڈھیر

تفصیلات - تفصیل کی جمع، کسی بات کو کھول کر بیان کرنا

مثالی - نمونہ کا، جس کی مثال دی جائے

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ یہ خط کس نے کس کو لکھا؟

۲۔ کتاب میلہ کس شہر میں لگا تھا؟

۳۔ کن کن لوگوں نے کتابیں خریدیں؟

۴۔ جلوس میں کون کون شامل تھے؟

۵۔ میلے میں کس قسم کی کتابیں دستیاب تھیں؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ نیلوفر کو جواب دینے میں دیر کیوں ہوئی؟

۲۔ شہر کے بچّوں نے کتاب میلے میں کس طرح حصّہ لیا؟

۳۔ مالیگاؤں کتاب میلے کو 'مثالی میلہ' کیوں کہا گیا ہے؟

سرگرمی :

آپ کسی کتاب میلے میں گئے ہوں گے۔ دس جملوں میں اُس کی تفصیل لکھیے۔

اپنے اسکول یا شہر کی لائبریری میں جا کر دس کتابوں کے نام لکھ کر لائیے۔

۲۲

ہمدردی

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا — بلبل تھا کوئی اُداس بیٹھا

کہتا تھا کہ رات سر پہ آئی — اُڑنے چگنے میں دن گزارا

پہنچوں کس طرح آشیاں تک — ہر چیز پہ چھا گیا اندھیرا

سن کر بلبل کی آہ و زاری — جگنو کوئی پاس ہی سے بولا

”حاضر ہوں مدد کو جان و دل سے — کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا

کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری — میں راہ میں روشنی کروں گا

اللہ نے دی ہے مجھ کو مشعل — چمکا کے مجھے دِیا بنایا“

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھّے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

شجر	-	درخت
تنہا	-	اکیلا
آہ وزاری	-	رونا دھونا
رات سر پر آنا	-	رات کا وقت قریب آنا
آشیاں	-	گھر، گھونسلا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ درخت کی ٹہنی پر کون بیٹھا تھا؟
۲۔ بلبل کیوں اُداس تھا؟
۳۔ بلبل نے دن کیسے گزارا تھا؟
۴۔ بلبل کو کس بات کی فکر تھی؟
۵۔ بلبل کی بات کا جواب کس نے دیا؟
۶۔ جگنو بلبل کی مدد کیسے کرنا چاہتا تھا؟
۷۔ اللہ نے جگنو کو کون سی نعمت دی ہے؟
۸۔ دنیا میں کون سے لوگ اچھے ہیں؟

شعر مکمل کیجیے:

۱۔ پہنچوں کس طرح آشیاں تک ....
۲۔ کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری ....
۳۔ ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھّے ....

سرگرمی:

- اس نظم کو زبانی یاد کیجیے۔
- اس نظم کے واقعے کو اپنے لفظوں میں لکھیے۔

۲۳

سچّائی کا انعام

ایک بادشاہ تھا۔ اُسے شعر و شاعری سے بڑی دلچسپی تھی۔ ایک دِن اُس نے کچھ شاعروں کو بلایا اور اُنھیں اپنے درباریوں میں شامل کرلیا۔ ان کی تنخواہیں بھی مقرر کردیں۔ کچھ ہی دنوں میں بادشاہ نے دیکھا کہ سبھی شاعر آپس میں لڑتے ہیں، ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو نیچا دِکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ جب دربار میں آتے ہیں تو خوشامدی بن جاتے ہیں اور اِنعام پانے کے لیے بادشاہ کی تعریف کرتے ہیں۔

ان شاعروں میں ایک شاعر ایسا بھی تھا جو بادشاہ کے بلائے بغیر دربار میں نہیں جاتا تھا۔ وہ نہ بادشاہ کی خوشامد کرتا اور نہ اُس کی تعریف میں شعر پڑھتا۔ اس کا نام فیروز تھا۔ ایک دِن بادشاہ نے دربار میں اعلان کیا کہ جو میری سچی تعریف کرے گا، اُسے ایک ہیرا انعام میں دیا جائے گا۔ یہ سن کر سب شاعروں نے تیاریاں شروع کردیں۔ خوب اچھے اچھے شعر کہے۔ ہر ایک یہ سوچ کر خوش تھا کہ ہیرا مجھے ہی اِنعام میں ملے گا۔

ایک خاص دن بادشاہ نے سبھی شاعروں کو دربار میں بلایا اور کہا، ''میری تعریف میں جس نے جو کچھ لکھا ہے، سنائے۔'' ایک شاعر اُٹھا اور آگے بڑھ کر اُس نے اپنی نظم سنائی۔ درباریوں نے اُس کی بڑی تعریف کی۔ بادشاہ نے اُسے ایک ہیرا اِنعام میں دیا۔ ہیرا پا کر اسے بڑی خوشی ہوئی۔ وہ سلام کرکے بیٹھ گیا۔ اس کے بعد دوسرے شاعر نے

اپنی نظم سنائی۔ درباریوں نے اُس کی بھی تعریف کی۔ بادشاہ نے اُسے بھی ایک ہیرا اِنعام میں دیا۔ وہ بھی خوش ہوکر سلام کرکے بیٹھ گیا۔ اس طرح سارے شاعروں نے اپنی اپنی نظمیں سنائیں اور اِنعام میں ہیرا پاکر باغ باغ ہوگئے۔

فیروز اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ اُس نے کچھ نہیں سنایا۔ بادشاہ نے ناراض ہوکر کہا، ''تم نے کیا لکھا ہے؟ سناؤ۔'' فیروز نے کہا، ''اگر بادشاہ سلامت میری جان بخش دیں تو سناؤں۔'' بادشاہ نے فوراً کہا، ''جاؤ، تمھاری جان بخش دی، اب سناؤ۔'' فیروز نے کہا، ''اے بادشاہ! آپ عالم اور عقل مند ہیں، شاعروں کی عزّت کرتے ہیں لیکن گھوڑے اور گدھے کو ایک ہی اصطبل میں باندھتے ہیں۔'' اس طرح اُس نے اپنی نظم میں بادشاہ کی بہت سی کمزوریاں گنا دیں۔ درباریوں کو بڑی حیرت ہوئی اور انھوں نے سوچا کہ بس اب فیروز کی خیر نہیں، یہ ضرور مارا جائے گا۔ مگر درباریوں کو اُس وقت اور حیرت ہوئی جب نظم سننے کے بعد بادشاہ نے فیروز کو بھی ایک ہیرا اِنعام میں دِیا۔

دربار ختم ہوتے ہی سبھی شاعر ہیرے کی قیمت معلوم کرنے کے لیے خوشی خوشی جوہری کے پاس گئے۔ وہ فیروز کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ جوہری نے ہیروں کو دیکھ کر بتایا کہ سب کے ہیرے نقلی ہیں، صرف فیروز کا ہیرا اصلی ہے۔ دوسرے دن بادشاہ نے پھر سبھی شاعروں کو دربار میں بلایا اور پوچھا، ''اِنعام پاکر کون خوش ہے اور کون رنجیدہ؟'' شاعروں نے شکایت کی کہ فیروز کے ہیرے کے سوا سارے ہیرے نقلی ہیں۔ بادشاہ نے مسکرا کر جواب دیا، ''اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ جس نے جھوٹی تعریف کی، اُسے جھوٹا ہیرا ملا اور جس نے سچّی بات کہی اُسے سچا ہیرا ملا۔'' بادشاہ کا جواب سن کر سارے شاعر شرمندہ ہوگئے۔

مقرّر کرنا - طے کرنا

حسد	-	جلن
خوشامدی	-	چاپلوس، ایسا شخص جو کسی کو خوش کرنے کے لیے اس کی جھوٹی تعریف یا بڑائی بیان کرے
باغ باغ ہونا	-	بہت خوش ہونا
عالِم	-	جاننے والا، بہت پڑھا لکھا
اصطبل	-	گھوڑوں کے باندھنے اور رہنے کی جگہ
جوہری	-	جواہرات کی پرکھ اور کاروبار کرنے والا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ بادشاہ کو کس چیز سے دلچسپی تھی؟

۲۔ شاعر بادشاہ کی تعریف کس لیے کرتے تھے؟

۳۔ بادشاہ نے دربار میں کیا اعلان کیا؟

۴۔ بادشاہ فیروز سے کیوں ناراض ہوا؟

۵۔ بادشاہ نے فیروز کو سچا ہیرا کیوں دیا؟

قوسین میں دیے گئے لفظوں کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے :

(تعریف ، درباریوں ، شاعروں ، تعجب ، مسکرا ، جوہری ، ہیرے)

۱۔ ایک دن بادشاہ نے کچھ شاعروں کو بلایا اور انھیں اپنے .... میں شامل کرلیا۔

۲۔ وہ نہ بادشاہ کی خوشامد کرتا اور نہ اس کی .... میں شعر پڑھتا۔

۳۔ یہ سن کر سب .... نے تیاریاں شروع کردیں۔

۴۔ سبھی شاعر .... کی قیمت معلوم کرنے کے لیے خوشی خوشی .... کے پاس گئے۔

۵۔ بادشاہ نے .... کر جواب دیا، ''اس میں .... کی کیا بات ہے؟''

اُستاد کی مدد سے اِن لفظوں کے واحد لکھیے :

اَشعار　　شعراء　　علماء　　اِنعامات　　جوابات

لکھیے کہ ذیل کے جملے صحیح ہیں یا غلط :

۱۔ بادشاہ کے دربار میں سب شاعر محبت سے رہتے تھے۔

۲۔ فیروز بھی بادشاہ کی خوشامد کرتا تھا۔

۳۔ بادشاہ نے خوش ہو کر سبھی کو ایک ایک ہیرا دیا۔
۴۔ ہیرا لے کر سبھی اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

ذیل کے لفظوں کی ضد لکھیے :

شروع نیچا بعد سچا جواب عالم عقل مند ناراض

اِن جملوں کو درست کر کے لکھیے :

۱۔ بادشاہ کو شعر و شاعری سے بڑی دلچسپی تھیں۔
۲۔ اس کی نام فیروز تھا۔
۳۔ بادشاہ نے اُسے ایک ہیرا اِنعام دیے۔
۴۔ یہ سن کے سب شاعروں نے تیاریاں شروع کر دیا۔
۵۔ اس کے بعد دوسرے شاعر نے اپنی نظم سنایا۔

غور کیجیے : فیروز نے بادشاہ سے کہا کہ وہ گھوڑے اور گدھے کو ایک ہی اصطبل میں باندھتے ہیں۔ اس بات سے آپ کیا سمجھتے ہیں۔

آئیے زبان سیکھیں!

جمع تعظیمی :

والدین، اساتذہ اور دوسرے بزرگوں سے خطاب کرتے وقت ان کے ادب کا خیال رکھا جاتا ہے اس لیے والد صاحب سے یہ پوُچھنے کی بجائے

''تم کہاں جا رہے ہو؟''

یہ پوُچھا جاتا ہے کہ ''آپ کہاں جا رہے ہیں؟''

اسی طرح

'دادا جان حج کے لیے جا رہے ہیں۔'

'دادی امّاں مسکرا کر بولیں۔'

اوپر کے جملوں میں 'آپ' / 'جا رہے ہیں/ بولیں' **جمع تعظیمی** کی مثالیں ہیں۔

کہانی 'کتنے پیالے پانی' کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے :

۱۔ دادا جان مٹھائی لے کر ....
۲۔ ہیڈ ماسٹر صاحب آفس میں ....
۳۔ آپ ہی اس سوال کا جواب ....

۲۴ بے چارہ جن

کسی گاؤں میں ایک کسان اور اس کی بیوی اپنی کُٹیا میں رہتے تھے۔ کُٹیا کے قریب ہی ان کا کھیت تھا۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ وہ دونوں مل جل کر ہل جوتتے، بیج بوتے اور فصل اُگاتے تھے۔

ایک دِن کسان کھیت کے ایک کونے میں پودا لگانے کے لیے گڑھا کھود رہا تھا کہ اچانک ٹھَن کی آواز آئی۔ اُس کی کدال کسی سخت چیز سے ٹکرا گئی تھی۔ اُس کی بیوی نے جلدی جلدی کھدی ہوئی مٹّی کو نکالنا شروع کیا۔ مٹّی ہٹانے کے بعد اُنھیں وہاں کوئی چیز چمکتی دِکھائی دی۔ کسان نے دو چار کدالیں چلا کر مٹّی کو اور ڈھیلا کیا۔ اب جو مٹّی ہٹائی گئی تو اُنھیں وہاں پیتل کا ایک گھڑا دِکھائی دیا۔ گھڑے کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ کسی خیال سے کسان کی آنکھیں چمک اُٹھیں۔ اس نے بیوی سے کہا، ''کہیں اس میں کوئی خزانہ تو نہیں؟''

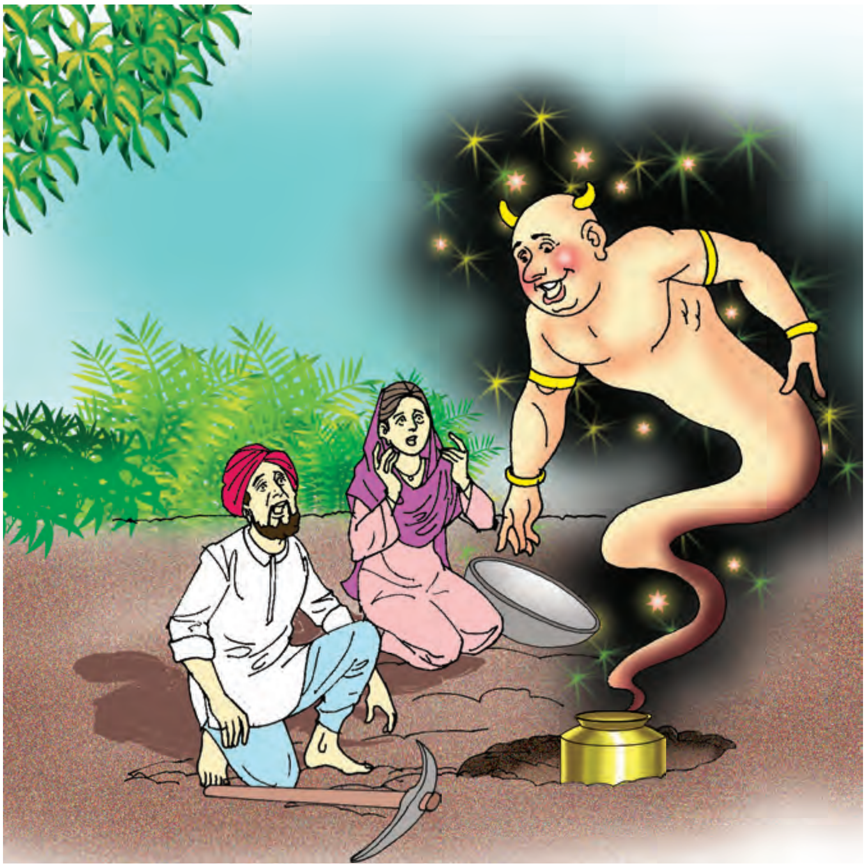

''خزانہ ؟ ..... کیسا خزانہ؟'' بیوی حیران تھی۔

کسان نے بڑی احتیاط سے گھڑے کو باہر نکالا اور اُس کے منہ پر بندھا ہوا کپڑا کھولا۔ گھڑے کا منہ کھلتے ہی سؤں سؤں کی تیز آواز سنائی دی۔ ساتھ ہی اس میں سے گاڑھا گاڑھا دھواں نکل کر اوپر اُٹھنے لگا۔ پھر اس دھوئیں میں ایک شکل دِکھائی دی۔ اب جو اُنھوں نے دیکھا تو اُن کے سامنے ایک لمبا تڑنگا جن سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ ڈر کے مارے دونوں کا برا حال ہو گیا۔

''ڈرو نہیں آقا! میں ایک جن ہوں۔'' یہ سن کر دونوں تھر تھر کانپنے لگے۔

''آقا! میں اس گھڑے میں قید تھا۔'' جن بولا، ''تم نے مجھے آزاد کیا اس لیے اب میں تمھارا غلام ہوں۔ جو مانگنا

چاہو، مانگو۔''

اب کسان کی ہمت بندھی۔ کچھ بولنے کے لیے اُس نے منہ کھولا ہی تھا کہ جن بول پڑا، ''ہاں، مگر ایک شرط ہے۔تم لگا تار مجھ سے کام لیتے رہو گے۔ اگر تم نے حکم دینے میں دیر کی تو میں اپنا دیا ہوا سب کچھ واپس لے لوں گا۔''

کسان کی بیوی نے فوراً کہا، ''جن بھائی! ہم زندگی بھر اس ٹوٹی پھوٹی کُٹیا میں رہتے آئے ہیں۔ اب ہمیں ایک اچھا سا مکان بنا دو۔''

جن نے زوردار قہقہہ لگایا اور کہا، ''ابھی لیجیے، یہ کون سا مشکل ہے۔''

دیکھتے ہی دیکھتے اُن کی کٹیا کی جگہ ایک شاندار محل کھڑا ہو گیا۔

''دؤسرا حکم آقا!''

بیوی بولی، ''ارے اس محل میں کیا ہم پھٹے حال رہیں گے؟''

''اوہ!'' جن نے ہوا میں ہاتھ لہرایا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔لمحہ بھر بعد وہ پھر حاضر ہوا۔ اب اُس کے ہاتھ میں دو بڑے بڑے صندؤق تھے۔

وہ بولا، ''یہ لیجیے آقا! اِن صندؤقوں میں اچھے اچھّے کپڑے ہیں۔''

''شکریہ جن بھائی۔ بہت بہت شکریہ۔'' کسان کی بیوی بولی۔

جن بولا، ''نہیں.... شکریے سے کام نہیں چلے گا۔ دؤسرے کام کا حکم دیجیے۔''

کسان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اُسے کیا کام دیا جائے۔ وہ بولا ''اچھا بھیا، میرا کھیت جوت دو اور فصل اُگاؤ۔''

کسان نے سوچا کہ اس کام میں تو اُسے کافی وقت لگے گا تب تک وہ کوئی دؤسرا کام سوچ لے گا۔لیکن اس نے دیکھا کہ جن نے پلک جھپکتے میں کھیت جوت ڈالا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس کے کھیت میں فصل لہلہانے لگی۔ جن سینے پر ہاتھ باندھے سر کو جھکائے اُس سے کہہ رہا تھا، ''اور کوئی حکم آقا!''

اب تو کسان پریشان ہو گیا۔ اُس نے دل میں سوچا، ''یا اللہ! یہ کیا مصیبت ہے؟''

کسان کی بیوی بڑی چالاک تھی۔ اُس نے کہا، ''ہاں ایک چھوٹا سا کام اور ہے۔تم کر دو تو بڑی مہربانی ہو گی۔''

''جو حکم!'' جن نے کہا۔

دیکھو! اس درخت کے نیچے ہمارا کتّا سو رہا ہے۔ اُس کی دُم بالکل ٹیڑھی ہے۔تم اُس کی دُم سیدھی کر دو۔''

یہ سن کر جن خوب ہنسا، ''ارے یہ بھی کوئی کام ہے۔ لاؤ ابھی سیدھی کیے دیتا ہوں۔'' اُس نے لمحہ بھر میں کتّے کی دُم سیدھی کر دی اور کہا، ''اگلا حکم!''

اس کے کہنے تک کتّے کی دُم پھر ٹیڑھی ہو چکی تھی۔

بیوی نے مسکراتے ہوئے کہا، ''ارے، ابھی کہاں سیدھی ہوئی ہے۔''

جن نے پھر دُم سیدھی کی۔ دُم پھر ٹیڑھی ہو گئی۔

جن بار بار کہتا رہا، ''حکم ...اگلا حکم۔''

اور کسان کی بیوی کہتی رہی، ''بھیا! ابھی دُم کہاں سیدھی ہوئی ہے۔''

آخر جن پریشان ہو گیا۔ وہ تو اپنی ہی بات میں پھنس چکا تھا۔ اُسے کوئی نہ کوئی کام تو کرنا تھا۔ وہ دُم سیدھی کرتا رہا اور دُم ٹیڑھی ہوتی رہی۔

آج بھی وہ جن اپنے کام میں لگا ہے مگر دُم ہے کہ سیدھی نہیں ہوتی۔

کٹیا	-	جھونپڑی
آنکھیں چمک اُٹھنا	-	اچانک کسی اچھے خیال کا آنا
قہقہہ لگانا	-	زور سے ہنسنا
پھٹے حال	-	بری حالت میں
اوجھل ہونا	-	غائب ہونا
پلک جھپکتے میں	-	فوراً

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ کھیت کے کونے میں کسان کیا کر رہا تھا؟

۲۔ مٹّی میں انھیں کیا نظر آیا؟

۳۔ گھڑے سے نکلنے والے دھوئیں میں کیا دِکھائی دیا؟

۴۔ کسان اور اس کی بیوی کیوں تھر تھر کانپنے لگے؟

۵۔ جن کس احسان کا بدلہ چکانا چاہتا تھا؟

۶۔ کسان کے رہنے کے لیے جن نے کیا بنا دیا؟

۷۔ صندوقوں میں کیا تھا؟

۸۔ کتّے کی دُم کیسی تھی؟

قوسین میں دیے گئے لفظوں کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے :

۱۔ اس کی .... کسی سخت چیز سے ٹکرا گئی تھی۔ (کُدال ، کُلھاڑی)

۲۔ ان .... میں اچھّے اچھّے کپڑے ہیں۔ (بکسوں ، صندوقوں)

۳۔ جن نے .... جھپکتے میں کھیت جوت ڈالا۔ (آنکھ ، پلک)

۴۔ تم اس کی دُم .... کر دو۔ (ٹیڑھی ، سیدھی)

ذیل کے جملے کس نے کہے :

۱۔ ’’کہیں اس میں کوئی خزانہ تو نہیں؟‘‘

۲۔ ’’آقا! میں اس گھڑے میں قید تھا۔‘‘

۳۔ ’’ارے اس محل میں کیا ہم پھٹے حال رہیں گے؟‘‘

۴۔ ’’میرا کھیت جوت دو اور فصل اُگاؤ۔‘‘

۵۔ ’’یا اللہ! یہ کیا مصیبت ہے؟‘‘

لکھیے کہ ذیل کے جملے صحیح ہیں یا غلط :

۱۔ اس کا کھیت کُٹیا سے دور تھا۔

۲۔ انھیں مٹّی کا ایک گھڑا دِکھائی دیا۔

۳۔ ان کے سامنے لمبا تڑنگا شخص کھڑا تھا۔

۴۔ کٹیا کی جگہ ایک شاندار محل کھڑا ہو گیا۔
۵۔ جن نے کتّے کی دم سیدھی کر دی۔

❁ اُلٹ معنی والے الفاظ کی جوڑیاں بنائیے :

'الف'	'ب'
ہلکا	غائب
آقا	حیواں
گرمی	بھاری
آزاد	نقصان
انساں	غلام
حاضر	سردی
فائدہ	قید

آیئے زبان سیکھیں!

علاماتِ اوقاف :

(۱) **ختمہ :** جملہ پورا ہونے پر لگائی جانے والی نشانی کو **ختمہ** (۔) کہتے ہیں
مثلاً ڈر کے مارے دونوں کا بُرا حال ہو گیا۔

(۲) **سکتہ :** جملے میں تھوڑا اٹھہرنے کے لیے لگائی جانے والی نشانی کو **سکتہ** (،) کہتے ہیں
مثلاً اچھا بھیّا، میرا کھیت جوت دو۔

(۳) **سوالیہ نشان :** جس جملے میں کوئی سوال کیا جائے اس کے آخر میں **سوالیہ نشان** (؟) لگایا جاتا ہے
مثلاً کہیں اس میں کوئی خزانہ تو نہیں؟

(۴) **فجائیہ :** جس جملے میں کسی جذبے کا اظہار ہو یا کسی کو مخاطب کیا جائے، اس میں **فجائیہ نشان** (!) لگایا جاتا ہے مثلاً
(الف) ارے، یہ بھی کوئی کام ہے! (ب) بھیا! ابھی دُم کہاں سیدھی ہوئی ہے؟

(۵) **واوَین :** کسی شخص کی کہی ہوئی بات کو اسی کے لفظوں میں لکھیں تو پوری بات کے شروع اور آخر میں لگائے جانے والے نشان کو **واوَین** ("....") کہتے ہیں، مثلاً ''ابھی لیجیے، یہ کون سا مشکل ہے۔''

۲۵ سچن رمیش تینڈولکر

تاریخ پیدائش : ۲۴/ اپریل ۱۹۷۳ء
پہلا ٹیسٹ میچ : ۱۵/ نومبر ۱۹۸۹ء بمقابلہ پاکستان
پہلا یک روزہ میچ : ۸/ دسمبر ۱۹۸۹ء

یک روزہ میچوں میں ہاف سنچریاں : ۹۶

یک روزہ سنچریاں : ۴۹

یک روزہ میچوں میں رن : ۱۸۴۲۶

ٹسٹ سنچریاں : ۵۱

ٹسٹ رن ۱۵۹۲۱

آخری ٹسٹ میچ : ۱۴/ نومبر ۲۰۱۳ء
آخری یک روزہ بین الاقوامی میچ : ۱۸/ مارچ ۲۰۱۲ء بمقابلہ پاکستان

سچن تینڈولکر کو بھارت رتن اعزاز سے نوازا گیا۔
وہ بھارت رتن پانے والے سب سے کم عمر شخص ہیں۔

اعزازات

- ارجن ایوارڈ
- راجیو گاندھی کھیل رتن ایوارڈ
- پدم شری
- مہاراشٹر بھوشن
- پدم وبھوشن
- بھارت رتن

سچن تینڈولکر کے کارنامے ایک نظر میں

- پہلا کرکٹ کھلاڑی جس نے یک روزہ بین الاقوامی میچ میں ڈبل سنچری بنائی۔
- سب سے زیادہ ٹسٹ میچ اور یک روزہ بین الاقوامی میچ کھیلے۔
- بین الاقوامی کرکٹ میں سو سنچریاں بنانے والا واحد کھلاڑی۔
- ٹسٹ میچ میں پچاس سنچریاں بنانے والا واحد کھلاڑی۔
- ٹسٹ میچ میں پندرہ ہزار رن بنانے والا پہلا بلّے باز۔
- عالمی سطح پر کرکٹ میں سب سے زیادہ عالمی ریکارڈ بنانے والا۔

میرا پسندیدہ کرکٹ کھلاڑی

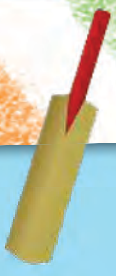

سچن کی الوداعی تقریر

سچن نے ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے زندگی میں ان کا ساتھ دیا۔ ان میں سچن کے والدین، خاندان کے افراد، رشتے دار، دوست، ڈاکٹر، تربیت کار، منیجرز، اخبارات اور ٹیلی ویژن کے لوگ شامل ہیں۔

سچن! ہمیں تم پر ناز ہے

سچن کے والد پروفیسر رمیش تینڈولکر کا ۱۹۹۹ء میں انتقال ہوا۔ اس وقت ورلڈ کپ کے مقابلے جاری تھے۔ ایسے غم کے موقع پر سچن تھوڑی دیر کے لیے انگلستان سے بھارت آئے اور فوراً واپس چلے گئے۔ اس کے بعد کینیا سے میچ کے مقابلے میں انھوں نے سنچری بنائی۔ (وہ ۱۰۱ گیندوں میں ۱۴۰ رن بنا کر ناٹ آؤٹ رہے۔) سچن نے اس سنچری کو اپنے والد کے نام منسوب کیا۔

سچن نے الوداعی تقریر میں اپنے استاد رما کانت آچریکر کے متعلق کہا۔

پچھلے ۲۹ برسوں میں میرے استاد نے کبھی مجھ سے یہ نہیں کہا کہ ''تم نے اچھا کھیلا۔'' کیونکہ وہ یہ سوچتے تھے کہ ان کی اس بات سے میں مطمئن ہو جاؤں گا اور محنت نہیں کروں گا لیکن اب وہ میرے کھیلوں کے بارے میں کہہ سکتے ہیں، ''بہت خوب'' کیونکہ اب میں کوئی میچ نہیں کھیلوں گا۔ البتہ میں کرکٹ دیکھتا رہوں گا کیونکہ کرکٹ ہمیشہ میرے دل میں بسا ہے۔ آپ کا بے حد مشکور ہوں آپ میری زندگی کا اٹوٹ حصہ رہے ہیں۔

سرگرمی: یہاں سچن تینڈولکر کی زندگی اور کھیل سے متعلق معلومات دی گئی ہے۔ آپ بھی اسی طرح اپنی پسندیدہ شخصیت کے تعلق سے معلومات جمع کیجیے۔

'بھارت رتن' - قومی اعزاز

'بھارت رتن' ہندوستان کا سب سے بڑا قومی اعزاز ہے۔ یہ اعزاز قومی خدمات کے لیے دیا جاتا ہے۔ ان قومی خدمات میں فن، ادب، سائنس، سماجی خدمات، کھیل وغیرہ شامل ہیں۔ بھارت کے پہلے صدرِ جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرساد نے ۲؍ جنوری ۱۹۵۴ء کو اس اعزاز کے جاری کیے جانے کا اعلان کیا۔

ابتدا میں یہ سب سے بڑا قومی اعزاز انتقال کے بعد دینے کی روایت نہیں تھی لیکن ۱۹۵۵ء میں اس اعزاز کو انتقال کے بعد بھی دیے جانے کی تجویز منظور کی گئی۔ یہ قومی اعزاز ایک سال میں زیادہ سے زیادہ تین افراد کو دیا جاتا ہے۔ پہلا بھارت رتن اعزاز ۱۹۵۴ء میں ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن کو دیا گیا تھا۔

بھارت رتن اعزاز پانے والے چند معزز اشخاص

نمبر شمار	نام	سنہ	شعبہ
۱۔	ڈاکٹر رادھا کرشنن	۱۹۵۴ء	فلسفی
۲۔	ڈاکٹر ذاکر حسین	۱۹۶۳ء	مجاہد آزادی، دانشور
۳۔	خان عبدالغفار خان	۱۹۸۷ء	سیاست داں، مجاہدِ آزادی
۴۔	مولانا ابوالکلام آزاد	۱۹۹۲ء	مجاہدِ آزادی، سیاست داں (انتقال کے بعد)
۵۔	ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام	۱۹۹۷ء	سائنسداں
۶۔	لتا منگیشکر	۲۰۰۱ء	گلوکارہ
۷۔	سچن تینڈولکر	۲۰۱۴ء	کرکٹ کھلاڑی

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

₹ 39.00

बालभारती इयत्ता ४ थी (उर्दू माध्यम)